قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

عسیٰ اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا ... میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ہوں

مضامین بنام اڈیٹر
اور
باقی تمام خط وکتابت بنام مینجر الفضل
قادیان کے پتہ پر ہو
چندہ غیر ممالک سے ۵ر

الفضل

ایڈیٹر: صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب!!!

جلد ۱ | مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۳۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۲ھ | نمبر ۵۰ ج

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ گاہے گاہے حلق میں خراش سے تکلیف ہوتی ہے۔ درس قرآن مجید عصر کے وقت بدستور ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تعمیل کی توفیق دے۔

مہمان مولوی غلام رسول صاحب بدوملی۔ محمد حسین صاحب عیسٰی۔ الٰہ دین صاحبان ۸کس بھاگووال ضلع گورداسپور۔ عبدالسمیع صاحب کپورتھلہ۔ چودہری شکر اللہ صاحب سیالکوٹ۔ میاں جیون صاحب دری باف امرتسر۔ محمد اکرم صاحب محمد افضل صاحب امرتسر۔ محمد فضل صاحب امرتسر۔ میاں احمد بخش صاحب دہرم کوٹ۔ بابو عبدالکریم صاحب ریلوے پریس لاہور۔ محمد اسحٰق صاحب امرتسر۔ منشی خدا بخش صاحب رائے پور۔ پیر بخش صاحب کپورتھلہ۔ حاجی نواب خان صاحب پھگلانہ ضلع ہوشیارپور۔ میراں بخش صاحب آدم پور ضلع جالندہر نورخان صاحب سب انسپکٹر پولیس ضلع رائے پور ۳ کس وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

تازہ خبریں

سیدپور میں ایک لڑکی نے خودکشی کی ہے۔ دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس کی شادی ایک بنگالی سے ہوئی تھی۔

کلکتہ میں جن اشخاص کو خانہ تلاشیوں میں گرفتار کیا گیا تھا انکی ضمانت منظور ہو گئی ہے۔

(کلکتہ ۲۳- مئی) جمعرات کو ریل کے گودام میں سخت آگ لگی جس سے تیس ہزار کا نقصان ہوا۔

(لندن ۲۲- مئی) آج دو حقوق طلب عورتوں نے نیشنل گیلری میں پانچ تصویروں کو اور اکیڈمی میں دو تصویروں کو خراب کردیا بعض عورتوں نے تو ایک مجسٹریٹ پر آٹا بھی پھینکا۔ بعد کی خبر ہے کہ مجسٹریٹ نے ۶۶ حقوق طلب عورتوں کو سزا دی ہے کسی عورت کو ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں سزا دیگئی۔

(لندن ۲۲- مئی) السٹر میں گذشتہ دو ہفتے سے بہت سا اسلحہ پہنچا ہے۔

(لندن ۲۲- مئی) گورنمنٹ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے ۲۲ لاکھ حصص خریدے گی۔

۱۸۵۷ء سے آج تک یعنی ۷۴ سال امریکہ میں دو کروڑ طلاق دیئے گئے ہیں یعنی چار کروڑ آدمیوں کا گھر بگڑ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر انہیں کھڑا کیا جاوے تو ۸۰۰ میل تک قطار لگ سکتی ہے۔

(لندن ۲۳- مئی) دورانزو سے بارہ میل کے فاصلہ پر قصبہ کوراجہ میں تین سو باغی ترکوں نے علم بغاوت کھڑا کر دیا وہ درازو کو جا رہے ہیں۔ شاہ اور ملکہ اور ان کے مصاحب بھاگ کر ایک اٹالین جہاز پر جا چڑھے۔ انٹرنیشنل کمیشن باغی ترکوں کے قائم مقاموں کے ساتھ واپس آئی۔ انھوں نے شاہ سے ملاقات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اسلئے وہ جہاز پر سے اُتر کر شہر میں آ گئے۔

۱۲- مئی کی رات کو دارجیلنگ کے ریلوے مال گودام کے قریب آگ لگی۔ تیس ہزار روپے کا نقصان ہو گیا۔ یورپین تاجروں کی دکانیں بچ گئیں۔

پچھلے سال حاجیوں کے مال و اسباب کا بہت نقصان ہوا۔ اسلئے شریف مکہ نے انسداد چوری کے لئے دو چوروں کے ہاتھ کٹوا دیئے۔

ضرورت ہے:- دفتر الفضل کے لئے ایک دفتری کیفر درست خواندہ ہو۔ تنخواہ آٹھ روپے تک۔ نوجوان ہوشیار۔ قابل اعتبار ہو۔

(باہتمام منشی غلام رسول مینجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

دعوت الی الخیر

ہندوستان میں تبلیغ

(مفتی محمد صادق صاحب کا خط)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کلکتہ ۱۴/۵/۱۳

مرشدنا وھدینا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہدایت نامہ حضور کے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا۔ اس نابکار کی عزت افزائی کا موجب ہوا +

معلوم ہوا۔ کہ چند ماہ کلکتہ میں رہوں اور اس کے گرد و نواح میں اللہ کے رسول احمد کی بشارت پہنچاؤں۔ کوئی دوسری زبان بھی سیکھوں۔ انگریزی میں لیکچر دینے کی مشق کروں اور مسیح موعود کا ایلچی بن کر ہر کہ پہنچوں۔ اے کاش کہ یہ خدمات مجھ سے پورے طور پر ادا ہو جائیں۔ میں جب اپنی کمزوری کو دیکھتا ہوں بلکہ کمزوریوں کو۔ تو مایوسی سے نہیں۔ بلکہ اپنی عاجزی کے احساس سے بھرا ہوا سجدہ میں گر جاتا ہوں +

میں حضور کے خلافت کے روز اول سے اس امر کو محسوس کر رہا ہوں کہ احمدیت کے سارے جہان میں پھیل جانے کا وقت آگیا ہے لیکن ظہرج علاء الدین کلکتہ کے ایک بڑے مظہر آپ ہیں۔ اب احمدیت کے آگے شہر نہیں بلکہ ملک فتح ہونگے + انشاء اللہ

کلکتہ کے لوگ اصرار کرتے ہیں کہ ہم جلسوں کا انتظام وغیرہ کر چکے ہیں اور لوگ بہت منتظر ہیں۔ بیٹے تو انکو جواب دیدیا ہے۔ اب حضور کی خدمت میں عرضی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں +

گھوسی جاتے ہوئے شیخ محمد حسین صاحب سب جج غازی پور ہمارے راستہ میں نہ تھے وہ لائن اور تھی۔ ورنہ ہم انکے پاس ٹھیرتے +

یہاں کے اڈیٹران حبل المتین۔ سلطان وغیرہ سے ملنے کی ہدایت ہوئی۔ بعد ملاقات عرض حال کرونگا +

میں مفصل خط اسواسطے نہیں لکھتا۔ کہ حضور کے اوقات گرامی میں حرج ہو۔ اب تعمیل ارشاد عرض ہے +

اڈیٹر حبل المتین کی ملاقات کے واسطے میں مکان سے نکلا۔ جس محلہ میں اس کا مکان تھا تلاش کیا۔ نہ ملا۔ آخر معلوم ہوا کہ اس نے مکان بدل لیا ہے نئے مکان کی تلاش کی گئی مگر ٹھیک پتہ نہ ہونیکے سبب نہ مل سکا۔ وہاں سے ایک یہودی ہیکل کو دیکھنے چلا تو راستہ بھول کر ایک ایسی گلی میں چلا گیا جہاں بجائے ہیکل کے آتشکدہ پارسیان واقعہ تھا۔ اسی کو غنیمت سمجھ کر الہی جانکر کہ کچھ یہاں کے حالات معلوم کرلئے جائیں۔ اُسکے اندر چلا۔ دربان نے روکا کہ عبادتگاہ کے اندر غیر پارسی نہیں جا سکتا۔ خلاف قواعد ہے کہ کوئی اور اُنمیں داخل ہو۔ رُک گیا۔ مگر مینے کہا کہ عبادتگاہ نہ سہی کسی عابد ہی کو دکھاؤ۔ اس نے ایک دستور کی طرف اشارہ کیا جو اگیری (آتشکدہ) کی ایک کھڑکی میں بیٹھا تھا + دُعا کرتا ہوا میں اس کے پاس گیا۔ سلام۔ سلام کے بعد بہت سی گفتگو ہوئی جنمیں سے چند باتیں عرض خدمت کے لائق ہیں +

صادق۔ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں ؟

دستور۔ ایک خدا کی جسے ہم اپنی مقدس بولی میں یزدان کہتے ہیں۔ ہمارا مذہب سب سے پُرانا مذہب ہے اسمیں بت پرستی نہیں۔ ہم اپنی عبادتگاہ میں کوئی بت نہیں رکھتے۔ ابتدائے آفرینش سے ہم کو توحید کا سبق ملا۔ باقی سب مذاہب ہم سے بعد ہوئے +

(اسوقت میرے دل میں خیال آیا کہ جیسا کہ بعض مورخین کی تحقیقات ہے آرین لوگ دراصل ایران سے ہی اپنا مذہب لائے۔ ہوم میں آگ جلانا۔ اُسی آتشکدہ کا بقیہ ہے۔ الفاظ آرین اور ایران ملتے ہیں۔ زبان سنسکرت قدیم ایرانی زبان اور ہند کی قدیم زبان کے خلط پیدا ہو کر اردو کی طرح بالاخر شستہ ہو گئی)

صادق۔ پھر آپ آگ کیوں یہاں رکھتے ہیں +

دستور۔ آگ سے نور نکلتا ہے۔ خدا بھی نور ہے اسی کے نور کی یاد میں یہ آگ ہے۔ ورنہ آگ کی پرستش نہیں کرتے +

(اُسکے بار بار ایسا کہنے سے کہ آگ کی پرستش نہیں کرتے میں نے خیال کیا کہ دیکھو کس قدر توحید کا خیال دُنیا میں پھیل رہا ہے کہ آتشکدہ میں رہنے والے بھی آتش پرستی کیطرف منسوب کیا جانا پسند نہیں کرتے) +

صادق۔ آپ کس دن نماز پڑھتے ہیں۔ اور کس وقت +

دستور۔ ہماری عبادت کے واسطے ہر روز پانچ وقت مقرر ہیں۔ فجر۔ ۱۲ بجے۔ ۳ بجے۔ بعد غروب۔ قبل خفتن۔ اور مہینہ میں چار دن خاص ہیں +

صادق۔ ایسا ہی مسلمانوں میں ہے۔ اور صداقت سب ایک ہے ہم انکار نہیں کرتے کہ آپکے مذہب کی بنا صداقت پر ہے۔ مگر غور کرنا چاہیئے کہ خدا کے تمام انبیاء موسیٰ عیسیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت احمد سب نے توحید ہی سکھائی۔ ایک خدا کی عبادت کیطرف رہنمائی کی۔ انکو ہم کیوں قبول نہ کریں +

دستور۔ بیشک۔ میں اُن سب کی عزت کرتا ہوں۔ اور انکی تعریف کرتا ہوں +

صادق۔ کیا آپ لوگ کسی پیغمبر کے آنے کے منتظر ہیں +

دستور۔ بے شک ہیں +

صادق۔ وہ کب آئے گا +

دستور۔ لکھا ہے کہ سنہ ۱۳ سو میں آئے گا +

صادق۔ اب آپ کا کونسا سنہ ہے +

دستور۔ اب وہی سنہ ۱۳ سو ہی ہے +

صادق۔ پھر وہ پیغمبر کہاں ہے +

دستور۔ ابھی سنہ ۱۳ سو ختم تو نہیں ہوا۔ آ ہی جائیگا۔ جلد آئے گا +

صادق۔ کیا ضروری ہے کہ سنہ ۱۳ سو کے آخر میں آوے +

دستور۔ نہیں ضرور نہیں پہلا تک آیا جو نہیں۔ پھر کیا کریں +

صادق۔ وہ تو آچکا +

دستور۔ (حیران ہو کر) ہیں! کیا آچکا ؟ کہاں ؟ کب۔ کون ہے +

صادق۔ وہ پنجاب میں پیدا ہوا۔ اس کا نام احمد ہے۔ وہی اس زمانہ میں پارسیوں کے لئے پیغمبر۔ فارسی الاصل ہے۔ اُس نے بڑے بڑے نشان دکھائے۔ اُسے خدا سے الہام ہوا۔ اور وہ دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا +

دستور۔ کیا وہ اب ہے +

صادق۔ وہ تو اپنا کام کر کے چلا گیا۔ پر اُس کی روح اس کے خدام میں اپنا کام کرتی ہے۔ اور آج اُس کا بیٹا محمود اُس کا جانشین ہے +

دستور۔ مغل لوگ بھی فارسی الاصل ہیں۔ انہیں سے کوئی ہوگا +

صادق۔ وہ امیر تیمور کی اولاد سے ہے۔ اسی واسطے ان کی قوم کو امیرزادہ یا میرزا کہتے ہیں +

دستور۔ سب فارسی نسل سے ہیں +

صادق۔ کس تاریخ میں لکھا ہے +

بہ مینے اسواسطے دریافت کیا کہ حضرت کا فارسی الاصل ہونا ابتک ہمیں بذریعہ الہام کے معلوم ہے۔ نہ کہ بظاہر تحقیقات کے رو سے اور حضرت مرحوم علیہ السلام نے ایکدفعہ مجھے فرمایا تھا کہ اس بارے میں تاریخی تحقیقات بھی کرنی چاہیئے۔ صادق

دستور۔ مجھے یاد نہیں۔ مگر سب فارسی الاصل ہیں۔ اچھا آپ انکی کوئی کتاب ہمکو روانہ کریں۔ مہربانی ہوگی +

صادق۔ انشاء اللہ بھیجوں گا۔ اور آپ مجھے بتلائیں کہ آنیوالے کی بابت کہ سنہ ۱۳ سو میں آئے گا۔ آپکی کس کتاب میں ذکر ہے +

دستور۔ اس کتاب کا نام ہے۔ جاماس جی۔ گجراتی میں ہے بمبئی سے ملیگی۔ قیمت قریباً مبلغ ۸ سے ہے +

صادق۔ آپ کا نام +

دستور۔ میرا نام ہے۔ **بہرام جی** +

اسی طرح کچھ اور باتیں بھی ہوئیں۔ اثنائے گفتگو میں اور کئی ایک پارسی بھی وہاں جمع ہو گئے اور ان سب نے میری باتوں کو بالخصوص حصہ تبلیغ کو بہت دلچسپی سے سُنا۔ پھر ملاقات کا وعدہ ہوا۔ اور میں چلا آیا +

اور خدا کا شکر کیا کہ دیر میں بھی تبلیغ ہو گئی۔ ضرور ہے کہ وہ آپس میں اور ایک دوسرے کے سامنے بھی ذکر کرینگے۔ پھر بھی انشاء اللہ جاؤنگا +

لیکن ابھی تک سمجھ نہیں آیا۔ کہ کونسی کتاب ان کو دیجائے۔ گاہے خیال آتا ہے کہ خود پارسیوں کے واسطے ایک کتاب لکھوں۔ اس میں حضور کی کیا رائے ہے ؟ +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

۲۷ مئی ۱۹۱۴ء

ضرورت امام

اس کارخانہ عالم پر اگر غور کیا جاوے۔ تو بالکل صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہر بڑے کام کیلئے کوئی نہ کوئی ضرور منتہی ہوتا ہے۔ اگر وہ قطب نہ ہو کہ جسکے گرداگرد اس کام کی چکی گردش کرتی ہے۔ تو وہ کام فوراً یک بیک حالت سکون اختیار کر لیتا ہے۔ اگر قدرتی امثال درکار ہیں۔ تو نظام شمسی سے یہ بات بالکل الم نشرح ہو جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نظام شمسی میں شمس کو امام مقرر فرمایا ہے سیارے۔ زمین۔ چاند وغیرہ اسکے گرد گرد چکر کھاتے ہیں۔ اور اپنے امام کے قیام کے ساتھ انکا قیام وابستہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کے ارتباط اور انضباط میں ایسا کچھ انتظام فرما دیا ہے۔ کہ وہ اپنے فرائض منصبی سے ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے غور کرو! اگر نظام شمسی کا امام یعنی سورج کچھ وقت کیلئے نہ ہو تو دنیا میں کیا قیامت برپا ہو جاوے لیل و نہار کا سلسلہ ختم ہو جاوے چاند تاریک و تار ہو جاوے۔ اہل زمین پر بارشیں یکدم موقوف ہو جاویں فصلیں پکنے سے رہ جائیں۔ انسانوں کے سامانِ خور و نوش میں قیامت برپا ہو جاوے۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہو۔ کہ انسان بمعہ حیوانات و طیور کے تمام کے تمام حیات سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ یہ سب کچھ محض نظام شمسی کے امام کے نہ ہونے سے وقوع میں آ سکتا ہے۔ سورۃ والشمس میں اس امر پر بڑی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ سورج کے ماتحت خدا تعالیٰ نے اشیاء کو رکھا ہے۔ اور اس کے وجود کے ساتھ انکے وجود کو وابستہ کر دیا ہے *

یہ تو قانون قدرت کی مثال تھی۔ جو اوپر مذکور ہوئی جس سے ضرورت امام بلا کسی تکلف کے نکل رہی ہے اسی طرح اگر تمدن اور سیاست کی مثال درکار ہو تو سلطنت کے جس صیغہ کو مطمح نظر رکھے اسی میں ایک ایسا شخص آپکو نظر آئیگا۔ جو اس محکمہ کی روح رواں ہوتا ہے اور اسی پر اس محکمہ کا زیادہ تر انحصار ہوتا ہے بغیر ایک واحد شخص کے جو کہ سلطنت کے کاروبار کی باگ اپنے ہاتھ میں لے سلطنت کا چلنا قریباً بالکل محال ہو جاتا ہے۔ بیشک آجکل کا زمانہ جمہوریت کا ہے۔ اور شخص واحد کی حکومت کو نظر استخفاف دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کو وحشی زمانہ کی یادگار کہا جاتا ہے۔ مگر یہ حریت پرست ہمیں آجکل بھی کوئی ایسی حکومت روئے زمین پر نہیں دکھا سکتے جس میں درحاصل شخص واحد کی حکومت نہ ہوتی ہو۔ کہنے کو تو اضلاع متحدہ امریکہ ایک جمہوری سلطنت ہے۔ مگر وہاں پریزیڈنٹ کے ایسے کلی اختیار ہیں۔ کہ کانگرس انکو مسترد نہیں کر سکتی۔ اور وائٹ ہوس کو اس کے امر کا امتثال کرنا واجب اور ضروری ہوتا ہے فرانس کی بھی حکومت جمہوری کہلاتی ہے۔ مگر با اثر آدمی اپنے اثر سے تقریر سے تحریر سے ممبروں کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے اگرچہ وہ فیصلہ کثرت رائے ہی کا کیوں ہو تاہم اگر غور سے کام لیا جائے۔ تو عقلمند خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اصل میں یہ بھی ایک انسان کے دماغ کی ایجاد کا نتیجہ ہوتا ہے باقی رہیں محدود الاختیار حکومتیں! سو انمیں تو پہلے ہی ایک بادشاہ مختار فرد مانا جاتا ہے اسکے اختیار میں پارلیمنٹ کا بنانا اور توڑنا ہوتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ بادشاہ سلامت تو کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ سب کیبنٹ کی کارروائی ہوتی ہے پھر میں کہونگا۔ کہ پرائم منسٹر وزیر اعظم کی فردیت کی حکومت ہوتی ہے جو وزیر اعظم کی پالیسی ہوتی ہے۔ وہی اسکے ماتحت وزراء کی ہوتی ہے۔ اور پھر وہی کثرت ممبران پارلیمنٹ کی ہوتی ہے کیونکہ جس پارٹی کی کثرت ہو جاوے اسی کے ہاتھ میں حکومت کی عنان دیجاتی ہے اور انہی میں سے ایک شخص کو ممتاز بنا کر وزیر اعظم مقرر کیا جاتا ہے۔ جو کہ اس جماعت کا لیڈر کہلاتا ہے اور لیڈر کا ترجمہ عربی میں امام ہی ہو سکتا ہے۔

غرضکہ ہر فن میں ایک امام کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے وہ فن نہ ہی ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی چل سکتا ہے۔ دنیا کے کارخانوں پر نظر کر لو۔ جبتک انجن کے چلانے کیلئے استاد واقف کلرپاس نہ ہو۔ تو یاد رکھو۔ کہ وہ کارخانہ کبھی بھی نہیں چلیگا۔ بلکہ قدم قدم پر ٹھوکر کھائیگا۔ اور آخر کار فنا ہو جائیگا۔

اسی طرح دینی کاموں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرد واحد کے ماتحت کام کرنے کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ سفر میں ایک کو امام یا امیر بنا لینے کا حکم دیا ہے۔ نمازوں میں امام مقرر فرمایا ہے زکوٰۃ کو امام کے ہاتھ میں دینے کا حکم دیا ہے۔ بغیر امام کے کوئی کام سر انجام پا ہی نہیں سکتا۔ جبکہ معمولی کاموں کے لئے امام مقرر کیا گیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس عظیم الشان امانت کیلئے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں لائے تھے۔ کوئی امام مقرر نہ کیا جاتا۔ چونکہ دنیا گذاشتنی گذاشتی ہے اسلئے اسکا ایک امام تو مقرر رہ نہیں سکتا تھا۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ اور فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم نے اس ذکر کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔ اور رسول کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسے بندے بھیجتا رہیگا۔ جو کہ اس کے دین کی حفاظت کرتے رہینگے۔ لوگ انکی مخالفت کرینگے۔ مگر وہ انکا کچھ بگاڑ نہیں سکینگے۔ وہ تمام مخالفین پر غالب رہینگے اور ہمیشہ اسلامیوں میں ایک ایسی جماعت رہے گی جو کہ دین حق پر قائم اور ثابت ہوگی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بغیر امام کے کوئی جماعت بن ہی نہیں سکتی۔ جماعت کا شیرازہ ایک امام کے تحت میں ہی بندھ سکتا ہے۔ بغیر اس کے جماعت کا شیرازہ قائم نہیں رہ سکتا دیکھئے اسکی مثال احمدیوں ہی میں موجود ہے۔ احمدی جماعت کا حضرۃ مسیح موعودؑ کے ماتحت آ کر شیرازہ باندھا گیا۔ اور آپ کی موت کے بعد صرف معدودے چند آپ کی جماعت سے جدا ہو گئے۔ اور وہ پراگندہ ہو گئے۔ اور ان کی کوئی جماعت قائم نہ ہوئی۔ پھر احمدیہ جماعت کا شیرازہ صرف حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی وجہ سے پراگندہ ہونے سے محفوظ رہا۔ جب آپکا وصال ہو گیا۔ تو بعض لوگ موجودہ امام سے منحرف ہو گئے۔ اور پھر اب وہ ان بھیڑوں کی طرح ہیں۔ جن کا کوئی گڈریا نہیں ہوتا۔ ہر ایک اہل الرائے ہے۔ جو چاہے۔ کرے اسکی رائے کسی کی رائے کے ماتحت نہیں ہو سکتی۔ اب وہ لوگ جو خلافت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انکا کوئی شیرازہ نہیں ہے بلکہ یہ کافی سے بڑھ کر ثبوت ہے کہ مخالفین خلافت نے بڑی سعی بلیغ اس بات میں مبذول فرمائی۔ کہ ہم قادیان کے مجمع سے بڑھ کر مجلس شوریٰ لاہور میں جمع کریں۔ اور کئی بار کوشش کی گئی۔ مگر اس میں وہ ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہے۔ اور ان کے مجلس شوریٰ کی تعداد دہائیوں سے نہیں بڑھی۔ کیا وجہ ہے۔ کہ خلیفہ کے حکم کے ماتحت سینکڑوں انسان قادیان جیسے الگ گوشہ میں جہاں کہ سفر کی تکلیفیں الگ اور راستے کے مشکلات اس کے علاوہ ہیں جھٹ جمع ہو جاتے ہیں بیشک اتحاد خلیفہ کے ماتحت ہی رہ سکتا ہے۔ ورنہ جب کہ ہر ایک اہل الرائے ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اوروں کی رائے کے مطابق وہ کسی خاص مقام پر اکٹھے نہ ہوں کیونکہ ایسے شہروں میں اس خاص مقام والے جاویں۔

اب یہ ایسی متحقق بات ہے۔ کہ اسکا انکار سوائے ابلہ لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ہر کام میں امام کی ضرورت ہے۔ اور بغیر امام کی تعلیم کے اسلام دنیا میں نہیں پھیل سکتا۔ اسی لئے رسول کریمؐ نے فرمایا۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ پس ان لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ جو کہ امام کے مخالف ہیں۔ جبکہ دنیا میں امام موجود ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ اسکی اطاعت نہ کی جاوے۔ اگر یہ زمانہ امام سے خالی مانا جاوے۔ تو پھر اس حدیث کے کیا معنے ہیں۔ موت جاہلیت سے مراد ہے۔ وہ موت جو کہ رسول کریمؐ کے پہلے کفار کی موت تھی۔ کیونکہ ان کا کوئی امام نہ تھا۔ اب جو لوگ اپنے زمانے کے امام کو نہیں مانتے۔ وہ اہل جماعت نہیں ہیں ۔ * * *

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

مسیح موعودؑ نبی اللہ ہیں

ہم پچھلے پرچے میں بتا چکے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب اگر مسیح موعودؑ ہیں۔ تو پھر ضرور ہے۔ کہ وہ نبی اللہ بھی ہیں کیونکہ احادیث صحیحہ میں مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کی نبوّت سے انکار کے یہ معنی ہیں کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اور (نعوذ باللہ) وہ اپنے دعویٰ میں راستی پر نہ تھے*

جو لوگ حضرت صاحب کے مسیح موعود ہونے پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ ضرور ہے کہ وہ انہیں نبی اللہ بھی مانیں۔ اور یہ عذر کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں امتی ہوں۔ یہ آپ کے نبی ہونے میں قادح نہیں۔ کیونکہ ہم براہین احمدیہ حصہ پنجم کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں داخل ہیں۔ اور خاتم النبیین کے امّتی ہیں*

پھر مفصلہ ذیل حوالہ جو اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ سے نقل کیا جاتا ہے۔ تمام نزاعوں میں قطعی فیصلہ ہے۔ اس میں حضور مغفور نے ایک ریاست کو (جس نے ایک دربار میں آپ کی رسالت ونبوۃ کو صاف لفظوں میں ظاہر نہیں کیا تھا۔ بلکہ پیغام والوں کی طرح صرف ملہم بیان کیا تھا) تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ میری نبی ہونے سے انکار کیوں کیا۔ میں نبی ہوں۔ ہاں صاحب شریعت نبی نہیں۔ اور بس۔

ایک مخلص بھائی نے اپنا قصّہ سنایا۔ کہ ایک نواب ریاست نے جو شیعہ ہے۔ آپ کے بارے میں چند سوال کئے۔ اور ان کے میں نے یہ جواب دیئے۔

پوچھا۔ کہ رسالت کے مدعی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے۔ ؎

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم وزخداوند منذرم

اس پر دوسرے روز فرمایا۔ کہ اس کی تشریح کر دینا تھا۔ کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو دیکھو! جو امور سماوی ہوتے ہیں۔ ان کے بیان کرتے میں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے۔ اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا۔ وہ صاف صاف کہدیا۔ اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جبھی تو لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں۔ تو اس کیلئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ دیکھو! اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لئے۔ تا ان پر حجت پوری ہو۔ اور وہ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں*

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوۃ کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصّہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں۔ کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں۔ اور بلحاظ کمیت وکیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہو سکتے اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے*

مسیح موعود

حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ

برادرم ہاشمی سینکڑوں امور کفر کے ایسے ہیں۔ کہ اگر ان میں سے ایک کا بھی معتقد ہو۔ تو کافر ہو سکتا ہے بجا ۹۹۔ مثلاً کوئی کہے۔ اللہ کا ماننا لغو ہے یا۔ کہ رسولوں کا اعتقاد بیہودہ ہے۔ تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا

اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ توریت پر ان کا ایمان تھا۔ سب رسولوں کو مانتے تھے۔ سوائے حضرت مسیح کے کیا وہ کافر تھے۔ یا نہ تھے*

ہمارے پاک سردار سید ومولیٰ خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں۔ کتابوں۔ فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں! اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے۔ تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں۔ کہ اس کا منکر کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔ یہ محمدی مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اس کا غلام ہے*

خلیفۃ المسیح

قادیان میں کوئی گدی قائم نہیں ہوئی

(۱) حضرت اقدس ۲۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب ۳۔ میاں صاحب

یہاں نمبر ۲ حضرۃ خلیفۃ المسیح حضرت اقدس کے بیٹے ہیں۔ نہ میاں صاحب حضرۃ مولوی صاحب کی اولاد میں سے ہیں۔ پھر ابھی سے اس سلسلہ پر گدی کا لفظ کسطرح اطلاق پا سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جاوے۔ کہ اولاد مسیح موعودؑ میں سے کوئی بھی باوجود اہل ہونے کے خلافت کے قریب بھی پھٹکنے نہ پاوے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ پہلے انبیاء میں یہ سلسلہ کیونکر جائز تھا۔ کیا یوسفؑ یعقوبؑ کے بعد اور یعقوبؑ اسحٰقؑ کے بعد اور اسحٰقؑ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بعد اور سلیمانؑ داؤدؑ کے بعد اور یحییٰؑ ذکریاؑ کے بعد ان کے جانشین اور نبی نہیں ہوئے۔ اور کیا خود رسول کریمؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر نہیں فرمایا تھا۔ کہ لو عاش لکان نبیاً یعنی اگر یہ بچہ زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ اگر یہ باتیں درست ہیں۔ تو پھر انبیاء کے اسوہ حسنہ سے ہمیں کیوں انکار کرنا چاہیئے*

تاریخ خلافت — ۳۲ ۱۳ ہجری
محبوب آلٰہی بشیر الدین محمود احمد قادیانی مصلح موعود

تاریخ پیدائش — ۱۸۸۹ عیسوی
فخر رسل بشیر الدین محمود شہزاد

صدی — ۱۳۰۰ ہجری
مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود

منکران خلافت پانسو کے بارے میں غم کی آہ و فغان

مدت ہوئی چندہ نہیں بھیجتے ۔ مگر غیر احمدیوں کی طرح ہمارے روپیہ پر اعتراض کئے جاتے ہیں ۔ اب لکھا ہے ۔ کہ ایڈیٹر الحکم کو حضرۃ صاحبزادہ صاحب نے پانچسو روپیہ دیا ۔ اور یہ بڑا بھاری گناہ ہے ۔ ایسے معترضوں کو جواب دینے کی ضرورت نہ تھی ۔ مگر تاہم اتنا لکھے دیتا ہوں ۔ کہ ۱۴ ۔ مارچ سے لیکر آجتک جو روپیہ باہر سے آیا ہے ۔ اس کا حساب نہایت باقاعدہ رجسٹر پر درج ہے ۔ اور اس حساب کتاب کے لئے ایک خاص شخص مقرر ہے ۔ اس میں اس پانسو روپے کا کوئی اندراج نہیں ۔ اور تمام آمدنی برابر درج ہے ۔ اور صاحبزادہ صاحب کے ذاتی روپے پر اعتراض کا ان لوگوں کو کیا حق ہے ۔ صدر انجمن کے خزانے میں تو یکم مارچ کو دس روپے تھے ۔ اور سات ہزار کے بل ابھی پڑے تھے ۔ اور کئی مہینوں سے یہ حالت چلی آتی تھی خیر اندیش صاحب بتائیں ۔ کہ انہوں نے مارچ سے کتنے روپے چندہ بھیجا ہے پھر میں لکھتا ہوں ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ صاحب کو بلا کر الحکم کا احیاء ان کے سپرد فرمایا ۔ اور ارشاد کیا ۔ کہ ایک ہزار روپیہ ہم دیں گے ۔ اب اگر صاحبزادہ صاحب نے اپنے استاد مکرم کے وعدے کو پورا کرنے کیلئے یہ رقم دی ہو ۔ تو یہ آپ کی سعادت کی نشانی اور قابل تعریف امر ہے ۔ آخر آپ لوگوں نے بھی جلسہ دسمبر پر بنات صدر انجمن کے قرض ادا کرنے کیلئے وعدے کئے تھے مگر ان کے ایفاء کا آپ کو خیال تک نہیں ۔ اور آپ موجودہ انتظام صدر انجمن کے بہانے سے اس کو نہ دینے کا عذر نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ یہ روپیہ تو خرچ ہو چکا ہے ۔ صرف انجمن کی مقروض رقوم کا حساب برابر کرنا چاہیئے ۔

خواجہ صاحب نے بڑے — تجہیز و تکفین حضرت مسیح موعودؑ

فخر سے لکھا تھا ۔ کہ ہمارے مال سے مسیح موعود کی تجہیز و تکفین ہوئی ۔ مگر خدا نے اس فخر کو بھی توڑ دیا ہے ۔ اول تو ہمارے مال سے کیا مراد ہے ۔ کیا اس کفن کیلئے خواجہ صاحب نے اپنے دوستوں کے ساتھ چندہ جمع کیا تھا ۔ کیونکہ ہم تو جمع ہی ۔ دوم ۔ مفصلہ ذیل شہادت سے (جو اپنی پیغام والوں کے حامی کی ہے) سب بات صاف ہو گئی ۔ وہو ہذا ۔

آجکل جو حضرت اقدس کے کفن دفن پر مختلف باتیں شائع ہو رہی ہیں ۔ وہ محض فرضی باتیں ہیں ۔ اصل حقیقت یہ ہی ۔ کہ خاکسار حضرت اقدس کا کفن و کافور وغیرہ سامان اپنے ہاتھ سے خرید کر لایا تھا ۔ اور خاکسار نے ہی بشمولیت اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوس لاہور غسل دیا ۔ شیخ صاحب پانی لوٹے سے ڈالتے جاتے تھے ۔ اور ہم غسل دیتے جاتے تھے جس تولئے سے حضرۃ مسیح موعود احمد صلعم کا بدن صاف کیا گیا وہ اب تک ہمارے گھر میں موجود ہے ۔ اس خرچ کے لئے قبلہ میر ناصر نواب صاحب نے مجھے بتیس روپیہ کا نوٹ دیا تھا ۔ اور خود ان کے ہاتھ سے مجھے ملا ۔ نہیں معلوم کہ ان کو کسی اور نے دیا ۔ یا خود اہلبیت (یہ رقم حضرت ام المومنین نے دی تھی ۔) سے انہوں نے لیا ۔ ہاں اسقدر یاد ہے ۔ کہ غالباً میاں صاحب اور بیوی صاحب پاس موجود تھے ۔ اور میرا یہ بیان جس قدر مجھے یاد ہی حلفیہ ہے اور صندوق اخویم ملک مبارک علی صاحب کی دکان سے بنکر آیا تھا ؏

(حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت و کارخانہ ساری ۔ انارکلی لاہور)

کیا اس کے بعد تم لوگ کہ سکو گے ؟ کہ تجہیز و تکفین ہم نے کی تھی ۔

حضرۃ صاحبزادہ — روپیہ خورد برد کرنے کا مسیح موعود پر الزام

صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں بالکل سچ فرمایا تھا ۔ کہ جنہوں نے اس وقت مخالفت کی ہے ۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل پر اعتراض کئے ہیں ۔ اور وہ وہی ہیں جنہوں نے حضرۃ مسیح موعود کو خط لکھے ۔ کہ تم روپیہ کھا جاتے ہو ۔ کیا وہ اپنے خطوں سے انکار کر سکتے ہیں ؟ جنہوں نے لکھا تھا ۔ کہ ہمیں تو قربانیوں کیلئے کہا جاتا ہے ۔ لیکن خود زیور بنواتے ہیں ۔

چنانچہ عین وفات کے ایام میں جب حضور علیہ السلام لاہور میں تھے ۔ تو ان میں سے ایک نے اپنے دوست کے نام لاہور ان دنوں قادیان سے ایک خط لکھا تھا ۔ اور اس میں ظاہر یہ کیا تھا ۔ کہ لنگر خانہ کا خرچ آمد سے بہت کم ہے ۔ اور جو روپیہ حضرت صاحب کے پاس آتا ہے وہ سب لنگر خانہ میں نہیں ۔ بلکہ اپنے گھر میں اور اپنے لوگوں پر نامناسب طور پر خرچ ہوتا ہے ۔ (یعنی زیور ۔ کپڑے ۔ عمارت اور تکلفات میں قوم کا روپیہ برباد جاتا ہے) غرض اسی طرح کے اعتراضات تھے ۔ اور ثبوت یہ دیا گیا تھا ۔ کہ جب سے حضرۃ صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں ۔ لنگر کا خرچ میرے ہاتھ میں ہے ۔ اور تجربہ سے معلوم ہو گیا ہی ۔ کہ لنگر کے اخراجات اتنے نہیں ۔ جتنے ظاہر کئے جاتے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ یہ خط وفات سے کچھ روز ہی پہلے لاہور بھیجا گیا اور اسکا علم حضرت اقدس علیہ السلام مغفور کو بھی ہو گیا ۔ تو آپ کو بہت رنج ہوا ان لوگوں کی ناسمجھی پر ۔ اور آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ۔ اور فرمایا ۔ کہ یہ لوگ دنیا دار ہیں ۔ افسوس ہے کہ انہوں نے ہمکو اور ہمارے کارخانہ کو سمجھا ہی نہیں ۔ اور نہایت افسوس کیا ۔

اب اس اعتراض کی حقیقت بھی سُن لو ۔ حضرت صاحب جب لاہور تشریف لائے ۔ تو قادیان میں لنگر کے خرچ کے لئے پانچسو روپیہ دے آئے ۔ مگر جہاں شمع وہاں پروانے ۔ لاہور آکر لنگر لاہور ہی میں جاری ہو گیا ۔ وہیں آمد و رفت مہمانوں کی ہونے لگی ۔ بلکہ خود قادیان کے اکثر لوگ اور گھروں والے لاہور میں آ گئے ۔ اور حضور کے لاہور میں ہونے کی وجہ سے قادیان میں بے رونق ہو گئی ۔ یعنی مہمان سب لاہور میں تھے ۔ اور قادیان کے اکثر لوگ مثلاً پٹھان وغیرہ اور کئی اصحاب الصفہ اور ایسے لوگ جو لنگر سے وابستہ تھے ۔ قادیان سے لاہور چلے گئے نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ قادیان کے لنگر کے اخراجات واقعی بالکل کم ہو گئے ۔ اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ چونکہ آجکل خرچ کم ہے اس لئے ہمیشہ ہی ایسا ہو گا ۔ بالکل غلط نتیجہ تھا اصلی لنگر تو لاہور میں بڑے زور شور سے جاری تھا ۔ پھر کس طرح قادیان کے موجودہ لنگر کے اخراجات کا گذشتہ یا دائمی اخراجات سے مقابلہ ہو سکتا تھا ؏

پھر ہم قابو یافتگان ممبران سے پوچھتے ہیں ۔ کہ چند روز کے بعد ہی تمام لنگر کے اخراجات آپ کے قبضہ میں آ گئے ۔ اور آجتک ہے ۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں ۔ کہ لنگر کبھی آپ کے زمانہ میں قرضہ سے سبکدوش رہا ۔ ہمیشہ جلسوں پر اور تحریروں تقریروں میں آپکا یہی رونا سنا ۔ کہ ہائے لنگر مقروض ہے یہ بدلہ ہے آپ کی ان کارروائیوں کا ۔ خدا تعالیٰ نے اتمام حجت کر کے دکھا دیا ۔ کہ تمہارا بیان غلط ہے ۔ لنگر کا بہت خرچ ہے ۔ اور ہمارے ہی فضل سے چلتا ہے ۔ اگر تمہارا اندازہ درست ہے ۔ تو لو اب چھ برس تم اپنے ہاتھ میں خرچ لیکر اور باقاعدہ چندے وصول کر کے اور ہر جلسہ اور ہر موقعہ پر رونا رو کر دیکھ لو ۔

۱۹/۲۰ حصہ جماعت احمدیہ کہاں گیا؟

ایک ضروری اعلان ۔

لاہوری پانچ ممبروں کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ کہ ابھی مشکل قوم کے بیسویں حصے نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی ۱۹/۲۰ حصہ جماعت کا غیر مبایعین کا ہے۔ مگر وہ کہاں ہے۔ کسی گھر کے دو آدمی گم ہو جائیں۔ تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ اور یہاں بیس میں سے انیس حصے کا پتہ تک نہیں کیا مہربانی فرما کر ہمیں بتایا جائیگا۔ کہ یہ ۱۹/۲۰ حصہ جماعت کہاں رہتا ہے۔ اور کیا آپ اُس کی فہرست دے سکتے ہیں۔ اور کیا آپ لوگوں نے دلی یقین کے ساتھ یہ لکھا ہے۔ کہ صرف بیسویں حصہ جماعت نے بیعت کی ہے۔ اور کیا آپ تریاق القلوب کے مطابق اُس پر قسم کھا سکتے ہیں ؂

ہم بڑے دعوی سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ہرگز اس بات پر قسم کھانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کہ جماعت کے صرف بیسویں حصے نے بیعت کی ہے۔ اگر ہمت ہے۔ تو قسم کھا کر یہ بات شائع کریں۔ اور پھر دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے ؂

نذرانہ کا سوال

نذرانہ کے متعلق ہم ایسے قطعی حوالے دے چکے ہیں۔ کہ اب منکران خلافت کو ذرا بھی ہمت نہیں پڑ سکتی۔ کہ وہ اس پہ کچھ کہہ سکیں۔ البتہ مولانا محمد احسن صاحب کی ایک پرانی چٹھی کو متروانہ طریق پر پیش کیا گیا ہے۔

اس میں مولوی محمد علی صاحب کے نام یہ فقرہ ہے کہ دربارہ نذرانہ حضرت خلیفۃ المسیح جناب کا عنایت نامہ آیا۔ اس سے یہ فائدہ اٹھایا گیا۔ کہ گویا یہ اس نذرانہ کے بارے میں سوال ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کو انجمن نے کچھ وظیفہ پیش کرنا چاہا تھا۔ (جسے مولانا احسن نے نذرانہ سے تعبیر کیا ہے۔ بوجہ ادب یعنی ان کی خدمت میں جو وظیفہ پیش ہونے والا ہے) مگر خلیفۃ المسیح نے تسلیم نہ کیا۔ کیونکہ اس میں خلافت کی جلالت شان کی ہتک تھی۔ کہ ممبر کچھ وظیفہ مقرر کریں۔ خلیفہ تمام بیت المال کا مالک ہے ان وزراء کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ یہ اپنی مرضی سے کچھ مقرر کرتے۔ مولانا موصوف نے اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ کہ تنخواہ مقرر کرنا تو غلطی ہے۔ البتہ نذرانہ حضور میں پیش کر دیا جایا کرے۔ اور طبابت کی آمد تو اس کے علاوہ ہے۔ اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مولانا احسن کا منشاء یہ تھا۔ کہ خلیفۃ المسیح نذرانہ سے صرف کفاف لے سکتے ہیں۔ بالکل غلط ہے ؂

دور الضعفاء کا کرایہ

حضرت میر ناصر نواب صاحب کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ کہ ان پر دور الضعفاء کا کرایہ کھا جانے کا سیتبھا الزام لگایا جائے۔ آپ ایک ایسی ملازمت میں بھی رہے جہاں مکروہات سے بچنا بہت مشکل ہے (ہمیشہ اس قسم کی مالی آلودگیوں سے پاک رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود۔ پھر خلیفۃ المسیح رضہ نے روپیہ کے معاملہ میں آپ پر بڑا بڑا اعتبار فرمایا ہے۔ اور آپ اپنے اعلیٰ کیرکٹر کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آپ سچی بات منہ پر صاف کہہ دینے والے ہیں پھر کسقدر افسوس ہے۔ کہ پیغام میں لکھا گیا ہے۔ کہ دور الضعفاء کا کرایہ گویا آپ کھا جاتے ہیں۔ اس بزرگ پر جسے تمام جماعت اپنا نانا سمجھتی ہے۔ اور جو ہر طرح سے معظم و مکرم ہے۔ اور جس نے اس پیرانہ سالی میں در بدر پھر کر ضعفاء کے لئے مکان بنائے یہ الزام دینا حد درجے کی دلیری و گستاخی ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ مکان کچے ہیں۔ اُن کی لپائی و مرمت کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے آپ نے برائے نام کچھ کرایہ مقرر کر دیا۔ اس کا حساب بالکل جدا ہے۔ اور یہ رقم انہی مکانوں پر خرچ ہوتی ہے۔ یہ رقم کبھی کچھ بڑھے گی۔ تو ضعفاء کے خزانہ میں پڑیگی۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

پیغام کی قسمت ہی میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو قدم اٹھائے۔ باطل اور امر مکذب کی طرف اٹھائے۔ ابو سعید ایک صاحب موضع ڈھلان ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔ بتھوڑی سی مدت کے لئے عرب بھی چلے گئے جس سے انہیں کچھ عربی بول چال آگئی۔ قادیان میں بھی مدت تک رہے۔ مگر پیغام لکھتا ہے آپ ہندوستان بہت مدت تک رہ چکے ہیں۔ یعنی ہیں تو آپ عربی نژاد۔ مگر ہندوستان میں بھی رہ چکے ہیں۔ چنانچہ پیغام لکھتا ہے اصل ایڈیٹر عربی نژاد ہے۔ ۔ ۔ ترکی زبان بھی گویا تیم مادری ہی سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ مولانا ابو سعید نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ ترکی ممالک میں بسر کیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ نہ تو وہ عربی نژاد۔ نہ زیادہ حصہ ترکی ممالک میں بسر کیا ہے۔ بلکہ چند مہینے ہوئے ہیں۔ کہ وہ استنبول میں گئے ہیں۔ پھر اُن کے سیاسی خیالات نہایت قابل اعتراض۔ مگر پیغام اُن کی تعریف کرتا ہے۔ جو گو نہ سلسلہ احمدیہ کو بدنام کرتا ہے۔ ہمیں ابو سعید صاحب کے افعال سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ہمیں تو اس بات کا افسوس ہے۔ کہ پیغام نے خواہ مخواہ کیوں غلط بیانی سے کام لیا ؂

ضروری اطلاع

اخبار آئندہ مستقل طور پر ہفتہ میں تین بار نکلیگا جن خریداران کا چندہ ۱۸ جون کو ختم ہوتا ہے انکو جون کے پہلے ہفتہ میں مبلغ چھ روپیہ کے وی پی کئے جاوینگے۔ جو صاحب سہ ماہی یا ششماہی وی پی کرانا چاہیں۔ وہ لکھ دیں بغیر وصولی قیمت کے اخبار جاری نہ رہ سکیگا۔ جواب نہ آنے کی صورت میں وی پی پوری قیمت کا ہوگا

منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

خاکسار عبد الخالق از منظفر گڈھ

جا بسے لاہور مہدی کے مکاں کو چھوڑ کر
قادیاں دار الاماں ۔ جنت نشاں کو چھوڑ کر
کیا پسند آیا ہے خارستاں جناں کو چھوڑ کر
کیا زمینی پھر ہو گے آسماں کو چھوڑ کر
آؤ! آؤ!! جلد آؤ این و آں کو چھوڑ کر
کبر و نخوت بغض و کیں وہم و گماں کو چھوڑ کر
تو اگر نکلے گی بلبل بوستاں کو چھوڑ کر
صید ہو جائیگی اک دن آشیاں کو چھوڑ کر
ہم کو بتلائیں کرینگے آپ کیا تبلیغ دیں
احمدیت یا مسیحائے زماں کو چھوڑ کر
باز آ جاؤ نفاق و اختلاف و بغض سے
متحد ہو جاؤ۔ اب شور و فغاں کو چھوڑ کر
وارث تخت خلافت میرزا محمود کو
حق تعالےٰ نے کیا سارے جہاں کو چھوڑ کر
حیف ہے اُن پر جو کرتے دشمنوں سے ہیں پیار
نور چشم مہدئ آخر زماں کو چھوڑ کر
کامیابی دین و دنیا کی اسی میں ہے عزیز
ہو نہ رو گرداں نبی کے آستاں کو چھوڑ کر
اے امام وقت ہو الطاف کی مجھ پر نظر
آپڑا ہوں در پہ تیرے میں جہاں کو چھوڑ کر
ہے مقام خوف یہ اے عبد خالق چل دیئے
کیسے کیسے لوگ ہائے قادیاں کو چھوڑ کر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۲ مئی ۱۹۱۴ء کو دیا

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّ لَا یُقۡبَلُ مِنۡہَا شَفَاعَۃٌ وَّ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ۝ وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ۝

اللہ تعالے کے حضور جو شخص گرتا ہے۔ اور پناہ چاہتا ہے خواہ وہ کسی قوم کا یا کسی مذہب کا یا کسی ملک کا ہو اس کے اعمال ضائع نہیں جاتے۔ یہ صرف تنگ دل اور ان لوگوں کا کام ہے جو وسعت حوصلہ نہیں رکھتے۔ اور جن کی شفقتیں اور عنایتیں اپنے رشتہ داروں۔ بھائیوں اور بیٹوں کیلئے ہی مخصوص ہوتی ہیں ایسے لوگوں کی نظریں اپنے لواحقین تک ہی محدود رہتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ انسانوں میں سے کوئی شام کا ہو یا عرب کا۔ ایران کا ہو یا مصر کا۔ ہندوستان کا ہو یا انگلستان کا۔ ایشیاء کا ہو یا یوروپ کا۔ غرضیکہ کسی جگہ کا رہنے والا ہو وہ خدا کی مخلوق ہے۔ پھر انسان ہی نہیں بلکہ جمادات اور نباتات بھی خدا ہی کی مخلوق ہیں تو جب سب کچھ اسی کا ہے تو صرف ایک خاص گروہ سے اللہ تعالے کا تعلق کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس کا تعلق تو ہر ایک چیز سے ایک ایسا ہی ہے اسلئے جو کوئی بھی اس کے حضور گر جائے۔ اور اس کے دین کی خدمت کرے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہر زمانے میں ایسے آدمی گذرے ہیں جنھوں نے اپنے نفسوں کو مار کر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا ہے اور پھر ان کو بڑی بڑی کامیابیاں بھی نصیب ہوتی ہیں۔ یہی ہندوستان دیکھ لو۔ اور ہندوؤں کی حالت پر تدبر کرو۔ جو اب پتھر کے بت اپنے ہاتھوں سے بنا کر ان کے آگے گرتے ہیں۔ حالانکہ پتھر کی جو کچھ حیثیت ہے وہ ان کو خوب معلوم ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے بت پرستی سے اس طرح نفرت ہوئی کہ میں ایک دفعہ سفر کو چلا اور بت کو اپنے ساتھ لیا۔ راستے میں مجھے ایک جگہ سے کوئی چیز لانے کی ضرورت پڑی میرے پاس بوجھ تھا۔ میں نے بوجھ کو رکھ کر اس کے پاس بت کو کھڑا کر دیا اور کہا کہ میرے مال کی حفاظت کرتے رہنا لیکن جب میں واپس آیا تو دیکھا کہ گیدڑ ٹانگ اٹھا کر اس کے سر پر پیشاب کر رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ میں اسکو پوجتا ہوں جسکو اتنی بھی طاقت نہیں کہ گیدڑ کی ٹانگ توڑ دے تو اس نے مجھے کیا فائدہ پہنچانا ہے۔ میں نے اسی وقت اس کو توڑ دیا۔ یہ تو بتوں کی طاقت ہے لیکن ہمیں دیکھنا یہ چاہیئے کہ ان ہندوؤں کی ابتداء کہاں سے شروع ہوئی ہے۔ انہی بت پرستوں کے اندر ہمیں ایسے ایسے بہت سے نام ملتے ہیں جن کی وفات پر ہزاروں سال گذر گئے ہیں۔ لیکن اب بھی کروڑوں انسان انکے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ایسی قوم میں جو پتھر ایسی بے حقیقت چیز کے آگے سجدہ کرتی ہے انکی عزت و توقیر چلی آتی ہے۔ پارسیوں میں زرتشتیوں میں۔ بدھوں میں۔ یہودیوں میں غرضیکہ ہر ایک قوم میں ایسے آدمیوں کے نام پائے جاتے ہیں۔ جنھوں نے خدا سے تعلق پیدا کیا۔ اور باوجودیکہ وہ قومیں اب گر گئی ہیں لیکن انکے نام میں۔ عزت میں۔ توقیر میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ لوگ جو حریت کا دم بھرنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کی ماتحتی نہیں کر سکتے یعنی اہل یورپ ان کی بھی مسیح کے نام پر گردنیں جھک جاتی ہیں اور مسیح کا نام لکھتے وقت Our Lord ہی لکھتے ہیں۔ مسلمان خواہ کتنے ہی شریر۔ بدکار۔ زانی۔ فاسق۔ فاجر کیوں نہ ہوں لیکن جب آنحضرت صلعم کا نام آئیگا تو بے اختیار انکے منہ سے صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ جاری ہو جائیگا۔

ہر قوم میں نذیر آنے کی حکمت

ہر ایک قوم میں نذیر کیوں آئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک قوم یہ سمجھے کہ ہمارے ساتھ بھی کسی وقت الٰہی تعلق رہا ہے اور خدا تعالے کی عنایات کسی خاص قوم سے وابستہ نہیں ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ہر ایک قوم کے پاک آدمیوں کے ناموں کو زندہ رکھا۔ چوہڑوں اور چماروں کو ہی دیکھو۔ انمیں بھی ایسے آدمی گذرے ہیں۔ لال بیگ وغیرہ نام ابتک انکی زبانوں سے سنے جاتے ہیں لیکن چونکہ ان کو بہت مدت گذر گئی ہے اسلئے یہ گرتے گرتے اس حالت تک پہنچ گئے ہیں انکی سیاست کا زمانہ ہندوؤں سے پہلے کا تھا۔ ہندو چونکہ ہندوستان کے اصلی باشندے نہیں ہیں اسلئے جب یہ یہاں آئے تو انھوں نے اصلی باشندوں کو اپنا غلام بنا لیا۔ اور اپنا تمام کام کاج ان سے کروانے لگ گئے اسلئے یہ سخت رذیل ہو گئے۔ ساہنسی بھی ان میں ہی کی ایک قوم ہے جو کہ جوتی نہیں پہنتی وہ کہتے ہیں کہ جب اپنی حکومت ہو گی تب جوتی پہنیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ قوم بھی صاحب حکومت رہ چکی ہے۔ اور اب انھوں نے جوتی نہ پہننا اپنی حکومت کے ستون کا نشان رکھا ہوا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ساہنسی جو نظر حقارت سے دیکھے جاتے ہیں وہ تو اپنا ایک قومی نشان رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ملک پر ملک تباہ ہو رہے ہیں اور انکو پرواہ تک نہیں۔

خدا سے تعلق رکھنے والوں اور دوسرے لوگوں میں فرق

سکندر بہت بڑا بادشاہ گذرا ہے اب بعض لوگ اُسے گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو پرواہ بھی نہیں کہ کوئی کیا کہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو جنھوں نے خدا سے تعلق پیدا کیا تھا کوئی برا بھلا کہے تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان اپنی جانیں قربان کر دیں۔ مسیح وہی تو تھا جس کو یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا تھا اور سکندر وہ تھا جو جہلم تک ملک فتح کرتا چلا آیا۔ لیکن اس کو اگر کوئی برا کہے تو کوئی برا نہیں مانتا۔ لیکن مسیح کے خلاف بہت سے لوگ ایک بات بھی نہیں سن سکتے۔ یہی وہ بیّن فرق ہوتا ہے جو اللہ سے تعلق رکھنے والوں اور دنیا سے تعلق رکھنے والوں میں ہوتا ہے اللہ سے تعلق رکھنے والوں کے نشانوں کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ خدا سے تعلق پیدا کیا اور فرمانبرداری کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالے نے انکو بڑی ترقی دی اور انہیں سے نبی ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انہوں نے اطاعت چھوڑ دی اسلئے ذلیل ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کون تھے؟ ایک یہودی تھے۔ ہارون علیہ السلام کون تھے ایک یہودی تھے۔ مسیح علیہ السلام کون تھے ایک یہودی تھے اور وہ بھی یہودی تھے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا تھا لیکن ان کا اب کوئی نام بھی نہیں جانتا اور انکے نام لینے والے اس وقت بھی کثرت سے موجود ہیں۔ قومیت کے لحاظ سے یہ اور وہ ایک ہی تھے مگر انھوں نے چونکہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا تھا اسلئے انکے نام ابتک قائم ہیں۔ اور انھوں نے ایک رسول کا مقابلہ کیا تھا اسلئے انکے نام صفحۂ دنیا سے محو ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل دیکھو تم پر ہم نے بڑے بڑے انعام کئے تم میری نعمتوں کو یاد کرو۔ میں نے تم کو کل جہان پر فضیلت دی تھی۔ یہودیوں پر ایک ایسا زمانہ آیا تھا کہ اس وقت کوئی ان کا مقابلہ کرنیوالا صفحہ روزگار پر نہ تھا۔ دنیا کے بہت بڑے حصہ پر انکی حکومت تھی۔ حتیٰ کہ اسوقت انھوں نے ہندوستان پر بھی حملے کئے تھے یہ انعامات اُنپر اسلئے تھے کہ انھوں نے رسول کی فرمانبرداری کی تھی لیکن جب یہ اس سے علیحدہ ہو گئے تو ذلیل ہو گئے۔

اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ

اس آیت کے متعلق لوگوں کو بہت دھوکا لگا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تمام اُمتوں پر فضیلت دے دی حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پر بھی ان کو فضیلت ہے

حالانکہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو فضیلت دی اور کہیں ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ انکو اپنے اپنے زمانہ میں سب قوموں سے فضیلت تھی۔ ایک مجلس میں اگر کسی آدمی کو کہا جائے کہ یہ سب سے بڑا ہے تو اس کے معنی یہی ہونگے کہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے آدمیوں سے بڑا ہے نہ کہ سارے جہان کے آدمیوں سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو اپنے زمانہ میں بڑی فضیلت دی تھی۔ اور کوئی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن اب تم نے نبی کا مقابلہ کیا ہے اسلئے تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ - یعنی اس دن سے ڈرو جس دن کہ کوئی نفس کسی نفس کے کام نہیں آئیگا۔ اور نہ شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ بدلہ لیا جاوے گا اور کوئی کسی کا مددگار نہیں ہوگا مصیبت کے وقت سب رشتے دار۔ دوست۔ آشنا چھوڑ دیتے ہیں اور بعض ایسی مصیبتیں ہوتی ہیں کہ انہیں کوئی مدد بھی نہیں دے سکتا ۔

اور اے بنی اسرائیل وہ وقت تمہیں یاد نہیں جبکہ تم فرعون کے ماتحت تھے۔ اور وہ تمہیں دکھ دیتے تھے تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اس میں تمہارے اوپر ابتلاء تھا ۔

اللہ تعالیٰ نے انکو پچھلے مصائب یاد دلائے ہیں کہ تمہاری کیا حالت تھی لیکن جب تم نے نبی کی فرمانبرداری کی تو آرام و آسایش میں ہو گئے۔ اب بھی نبی آیا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کروگے تو پھر وہی انعامات تم پر کئے جاوینگے۔ ورنہ پھر اسی طرح کر دیئے جاؤگے ۔

قوم فراعنہ انپر بڑے ظلم کرتی تھی۔ اور چونکہ فرعون کے لوگ اصل مصری باشندے نہ تھے۔ اسلئے انکو ہر وقت خطرہ رہتا تھا کہ ہم سے کوئی ملک نہ چھین لے۔ اسلئے وہ باہر سے آنیوالی قوموں سے لڑتے رہتے تھے۔ جس طرح ہندوستان پر جب یورپ کی مختلف قوموں نے قبضہ کیا تو وہ آپس میں ہی لڑتے رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصل باشندے تو اس قابل نہیں ہیں کہ مقابلہ کر سکیں۔ اگر کسی سے خطرہ ہو سکتا ہے تو وہ باہر سے آنیوالوں سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح فرعون کی قوم نے حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل کے بچے قتل کر دئے جایا کریں تاکہ انکی تعداد کم ہوتی جائے۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے اور وہ کہتے ہیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے مصر میں آنے کے بعد بھی ایسا ہوتا رہا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ البتہ فرعون نے اس قسم کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اس وقت وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے اصل باشندے بہت کمزور اور ذلیل حالت میں تھے کیونکہ وہ ان سے ڈرتے نہیں تھے اور باہر والوں سے لڑتے رہتے تھے ۔

خدا تعالےٰ نے یہاں یہ لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم۔ یعنی ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ یذبحون رجالکم ویستحیون نساءکم کہ تمہارے مردوں کو قتل کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور نہ اس طرح فرمایا ہے۔ لڑکوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اسمیں یہ حکمت ہے کہ جو لڑکا قتل ہو جاتا ہے اس کی وہی عمر رہتی ہے اور وہ کسی کا باپ نہیں بن سکتا ہے۔ بیٹا ہی رہتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کی وہی عمر بیان فرمائی ہے۔ اور چونکہ وہ لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے جو کہ بڑی ہو کر ان کی بیویاں بنتی تھیں۔ اور عورتیں ہی بنانے کو وہ مدنظر رکھتے تھے۔ اسلئے ان کی اصل عمر بیان فرمائی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم حکومت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے وہ تم پر ظلم کرتی تھی۔ لیکن ہم نے تم کو چھوڑایا اور یہ تم پر انعام کیا کہ ایسی خطرناک حکومت سے نکالکر لے آئے اب اگر نبی کی اطاعت نہیں کروگے تو پھر اسی طرح کر دیئے جاؤگے ۔

ہم میں نبی اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے اپنے فضل اور کرم سے ہم میں ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ گو لوگ نبی کے لفظ سے گھبراتے ہیں۔ مگر میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر ہم میں نبی نہیں آیا۔ تو مرنے کا مقام ہے مجھے تو خود اللہ تعالےٰ نے بغیر فرشتہ کے واسطہ کے بتایا ہے کہ تم میں نبی آیا ہے اور آیندہ بھی آئینگے۔ میں تو کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ ایک اُمتی نبی کی عزت براہ راست نبی سے کس طرح کم ہو سکتی ہے امتی نبی کی وجہ سے یہ تو ہوتا ہے کہ اس کے آقا کی عزت بڑھ جاتی ہے لیکن اس کی نبوۃ میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہو سکتی۔ ایک موٹی مثال سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ مثلاً زید کو کہیں سے گرے پڑے دس ہزار روپے مل جائیں اور بکر کو عمر دس ہزار روپے دیدے تو اس طرح عمر جس نے بکر کو روپے دئے ہیں اس کا تو مرتبہ بڑھ گیا ہے لیکن بلحاظ مال کے لحاظ سے اس سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے جسکو گرے پڑے روپے مل گئے ہیں کیونکہ اس کے پاس بھی دس ہزار روپیہ ہے۔ اور دوسرے کے پاس بھی دس ہزار ہی ۔

مسیح موعود کے اُمتی نبی ہونے کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رتبہ تو بڑھ گیا ہے لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہو سکتی ۔

مسیح موعود نے قید سے چھوڑایا ہم میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو مبعوث فرمایا ہے۔ جس نے لوگوں کو بدبختیوں۔ وساوس۔ بدیوں اور بدکاریوں کی قید سے چھوڑایا ہے۔ فرعون تو بچوں کو قتل کرتا اور عورتوں کو قید کرتا تھا لیکن اس زمانہ میں عورتیں۔ مرد۔ بچے۔ بوڑھے اور جوان سب۔ تباہ ہو رہے تھے۔ بنی اسرائیل تو فرعون کی قید میں تھے۔ لیکن آج کل لوگ شیطان کی قید میں تھے۔ علم کی جگہ جہالت نے۔ آزادی کی جگہ غلامی نے لے رکھی تھی۔ ان قیدوں سے ہمیں ایک شخص نے چھوڑایا ہے۔ اگر ہم اس سے تعلق قائم رکھیں گے تو فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِیْنَ میں شامل ہو جائینگے ورنہ جو لوگ قطع تعلق کرینگے۔ ان کا وہی حال ہوگا جو کہ یہودیوں کا ہوا تھا۔ سو تم اس تعلق کو مضبوط کرو اور جیسے عذر ہو سکے ہاتھوں سے پاؤں سے دانتوں سے اس رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ خدا تعالےٰ بڑی بڑی آسانیاں پیدا کر دیگا۔ اور تم پر ترقیات کے دروازے کھل جائیں گے کوئی قوم دنیا میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ تم نے ایک رسول اور نبی کو مانا ہے۔ اور دوسروں نے انکار کیا ہے خدا تعالیٰ نے تمہیں خزانے میں داخل کر دیا ہے لیکن وہ باہر ہی بیٹھے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مال دینے کا وعدہ کیا تھا پھر ایک دن جب بہت سا مال آیا تو آپ مسجد میں بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ آپ جسقدر مال اُٹھا سکتے ہیں لیجائیے حضرت عباس نے چادر میں اسقدر مال ڈال لیا کہ خود نہ اُٹھا سکے تو رسول کریم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مدد کریں آپ نے فرمایا کہ نہیں خود ہی اُٹھا لیجئے۔ پھر حضرت عباس رض نے کچھ کم کیا اور پھر بھی اُٹھا کر نہ لے جا سکے۔ اور گھسیٹتے گھسیٹتے باہر لے گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موقعہ دیا ہے تو میں کیوں کمی کروں۔ تم کو بھی خدا تعالےٰ نے موقعہ دیا ہے۔ جس قدر تم لے سکتے ہو لے لو۔ تمہارے لئے رُوحانیت معرفت اور خدا تعالےٰ کے قرب کے دروازے کھل گئے ہیں۔ تم سے جتنا بھی ہو سکے اس مال کے سمیٹنے کی کوشش کرو ایسا نہ ہو کہ وقت جاتا رہے ۔

دُعا ہم سب کو اللہ تعالےٰ سمیٹنے کی توفیق دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں داخل کرے ۔